JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

ORCID of JARH: https://orcid.org/0009-0000-0723-9485
DOI Number of the Paper: https://zenodo.org/records/19513880
Link of the Paper: https://jar.bwo-researches.com/index.php/jarh/article/view/583
Edition Link: Journal of Academic Research for Humanities JARH, 6*(1)* Jan-Mar 2026
HJRS Link: Journal of Academic Research for Humanities JARH (HEC-Recognised for 2025-2026)

Akbar Allahabadi and Allama Iqbal's Poetry: Social and Political Consciousness

Corresponding & Author 1:	Muzammil Ameen, Research Scholar, PhD, Department of Iqbal Studies, Faculty of Arts, The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan, muzammilameen789@gmail.com, https://orcid.org/0009-0004-2789-171X
Author 1:	Muhammad Asghar Sial, Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, Faculty of Arts, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Punjab, Pakistan, muhammadasghar@iub.edu.pk, https://orcid.org/0009-0008-2924-0346

Paper Information

Citation of the paper:
(JARH) Ameen. M., Sial. A. M., (2026). Akbar Allahabadi and Allama Iqbal's Poetry: Social and Political Consciousness. *In Journal of Academic Research for Humanities, 6(1), 29–39.*

QR Code for the Paper:

Subject Areas for JARH:
1 Urdu Literature
2 Political Thought

Timeline of the Paper at JARH:
Received on: 01-12-2025.
Reviews Completed on: 16-02-2026.
Accepted on: 25-03-2026.
Online on: 31-03-2026.

License:
CC BY SA
Creative Commons Attribution-Share Alike 4.0 International License

Recognised for BWO-R:
HJRS HEC Journal Recognition System

Published by BWO Researches INTL:
BWO RESEARCHES (PVT) LTD INTERNATIONAL

DOI Image of the paper:
DOI 10.5281/zenodo.15649213

Abstract

This study explores how social and political consciousness finds expression in the poetry of Akbar Allahabadi and Allama Iqbal against the backdrop of colonial India. At a time when British rule disrupted political autonomy, cultural values, and collective identity, poetry became more than an artistic form; it served as a voice of concern, resistance, and guidance. The importance of this topic lies in understanding how Urdu poetry responded to colonial modernity and social change by engaging directly with issues of cultural imitation, moral decline, and political awareness. By examining these two poets together, the study highlights literature's role in shaping public consciousness and addressing the intellectual challenges faced by Muslim society during a period of profound transition. The research is based on a qualitative and comparative reading of selected poems, supported by historical and socio-political context. Akbar Allahabadi's poetry is examined for its sharp use of satire and irony, through which he comments on Westernisation, social hypocrisy, and the everyday realities of colonial life. His humour serves not merely to entertain but to provoke reflection and criticism. In contrast, Allama Iqbal's poetry is approached through its philosophical and ideological depth, particularly his emphasis on selfhood (khudi), spiritual awakening, and collective responsibility. This method allows the study to appreciate the distinct styles of both poets while recognising their shared commitment to social reform. The study finds that although Akbar Allahabadi and Allama Iqbal differ in tone and poetic strategy, both play a crucial role in developing socio-political awareness in Urdu literature.

Keywords: Akbar Allahabadi, Allama Iqbal, social and political consciousness, Urdu poetry, colonial India, satire, khudi, cultural identity, comparative study.

تعارفی پس منظر (Introduction)

اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال اردو ادب کے دو وہ عظیم شعراء ہیں جنہوں نے اپنے ادوار میں سماجی اور سیاسی شعور کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اکبر الہ آبادی نے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں اپنی شاعری کے مخصوص انداز طنز و مزاح کے ذریعے استعماری اثرات، طبقاتی فرق، غربت، سماجی اور معاشرتی تضادات کی عکاسی کی۔ ان کی شاعری غریب طبقہ کی روز مرہ زندگی اور مسائل کی ترجمان ہے جو عوامی شعور کو اجاگر کرنے اور معاشرتی اصلاح کی تحریک دینے کا سبب بنی۔ دوسری جانب علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر، شاعر اور فلسفی نے بیسویں صدی کے آغاز سے مسلم قوم کی فکری و سیاسی بیداری کے لیے اپنی شاعری کو مؤثر ذریعہ بنایا۔ ان کا کلام مسلم سیاسی نظریات، قومی شعور اور خودی جیسے فلسفے پر مرکوز ہے اور یہ عوامی شعور کو قومی بیداری کی طرف مائل کرتا ہے۔

دونوں شعراء اپنے کلام میں اپنے زمانے کے سماجی اور سیاسی مسائل کی عکاسی کرتے ہیں اگرچہ دونوں کا انداز فکر، طرز اظہار اور اسلوب مختلف ہے۔ اس تحقیق کا پس منظر یہ واضح کرتا ہے کہ کس طرح دونوں شعراء کی شاعری نے سماجی شعور اور سیاسی رویوں پر گہرا اثر ڈالا اور ان کے کلام کے ذریعے عوام میں فکری بیداری کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ تعارف پس منظر تحقیق کو ادبی اور عالمی فکری تناظر میں پیش کرنے کے لیے ضروری ہے۔

1. مقاصدِ تحقیق (Goals)

اس تحقیق کا مقصد اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال کی شاعری کے سماجی اور سیاسی اثرات کا تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ تحقیق کا پہلا مقصد اکبر الہ آبادی کے کلام میں موجود سماجی مسائل اور سیاسی نظریات کو واضح کرنا اوران کا تنقیدی جائزہ لینا ہے۔ دوسرا مقصد علامہ اقبال کے کلام میں سیاسی اور فلسفیانہ وژن کا تجزیہ کرنا ہے۔ تیسرا مقصد نوآبادیاتی نظام اور مسلمانوں کے زوال کے تناظر میں دونوں شعرا کے شعری ردِّعمل کا تقابلی مطالعہ کرنا ہے۔ چوتھا مقصد سماجی و سیاسی شعور کی تشکیل میں دونوں شعرا کے اثرات کا جائزہ لیناہے۔ پانچواں مقصد شاعری کے ذریعے سماجی اور سیاسی شعور کی تخلیق کی اہمیت بین الاقوامی سطح پر اجاگر کرنا ہے۔ یہ تمام مقاصد تحقیق کو واضح اور بین الاقوامی علمی معیار کے مطابق رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

2. تحقیقی سوالات (Research Questions)

اس تحقیق کے بنیادی سوالات درج ذیل ہیں:

1. اکبر الہ آبادی کس طرح طنز و مزاح کے ذریعے سماجی اور سیاسی حالات پر تنقید کرتے ہیں؟
2. علامہ اقبال فلسفہ اور علامتی اظہار کے ذریعے سیاسی بیداری کو کس طرح تشکیل دیتے ہیں؟
3. دونوں شعرا کے شعری اسالیب کن پہلوؤں سے مختلف ہیں اور کن مقامات پر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں؟
4. عصرِ حاضر میں ان کی شاعری کی سماجی و سیاسی معنویت کیا ہے؟
5. کلام میں موجود اسلوبی اور فکری جدت کہاں تک اثرانداز ہوئی اور کس طرح عالمی ادبی معیار کے مطابق قابلِ بحث ہے؟

یہ سوالات تحقیق کو عالمی تحقیقی معیار کے مطابق واضح ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں اور مقالے کے تجزیاتی زاویوں کو نمایاں کرتے ہیں۔

3. تحقیقی جدت (Innovation)

اس موضوع کی جدت ِتحقیق یہ ہے کہ اس میں اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال کی شاعری کے سماجی اور سیاسی شعور کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔یہ تحقیق الگ الگ ادبی تجزیے کے بجائے ایک تقابلی سماجی و سیاسی مطالعہ پیش کرتی ہے۔یہ تحقیق نوآبادیاتی جدیدیت کے تناظر میں طنز اور فکری تعمیر (Reconstruction)کو دو مختلف نظریاتی ردِّعمل کے طور پر نمایاں کرتی ہے۔یہ تحقیق کلاسیکی اردو شاعری کو معاصر سماجی و سیاسی مکالمے سے جوڑتی ہے۔

4. طریقِ تحقیق (Methodology)

اس مطالعے میں اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال کی شاعری میں سماجی و سیاسی شعور کا جائزہ لینے کے لیے تقابلی ادبی طریقہ (Comparative Literary Method)اپنایا گیا ہے تاکہ دونوں شعرا کے کلام میں مشترکہ موضوعات اور منفرد زاویوں کو اجاگر کیا جا سکے۔ اکبر الہ آبادی کی طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کو نوآبادیاتی دور، مغربی اثرات اور اس زمانے کے سماجی تضادات کے تناظر میں پرکھا گیا ہے جبکہ علامہ اقبال کی فلسفیانہ اور اصلاحی شاعری کو خودی، سیاسی شعوراور امت مسلمہ کی فکری بیداریکے نقطہ نظر سے تجزیہ کیا گیا ہے۔

تحقیق میں مزید موضوعاتی اور تاریخی تجزیہ (Thematic and Historical Analysis)بھی شامل ہے جس میں منتخب اشعار کو ان کے وسیع سماجی، سیاسی اور فکری پس منظر میں دیکھا گیا ہے۔ اس دوہری طریقہ کار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ دونوں شعرا کے ادبی اسالیب مختلف ہیں مگر ان کا مقصد مسلمانوں میں فکری، اخلاق اور سیاسی شعورپیدا کرنا تھا۔ اس مطالعے سے نہ صرف اردو شاعری کے سماجی و سیاسی اثرات کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے بلکہ اس کی عالمی ادبی اہمیت بھی نمایاں ہوتی ہے جو دکھاتی ہے کہ یہ دونوں شعرا اپنے دور کے ثقافتی اور سیاسی شعور کو تشکیل دینے میں کس حد تک مؤثر رہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں اکبر الہ آبادی (1846ء سے 1921ء)اور علامہ محمد اقبال (1877ء سے 1938ء) جیسے دو عظیم شاعروں نے جنم لیا۔ 1857ء کی

قوموں کو سر بلندی کی طرف لے جانے میں۔ دونوں خضر راہ بنے منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے، راستے دونوں نے علیحدہ علیحدہ اختیار کیے۔ اکبر جدت کا عاشق تھا تو دوسرا قدامت کا پرستار لیکن تنوع فکر اور بلندی نظر دونوں میں یکساں تھی۔" (مولوی قمرالدین احمد،1994ء،ص192)

دوسری طرف علامہ اقبال کی شاعری سیاسی، اخلاق اور فلسفیانہ نوعیت کی حامل ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے اجتہاد، اجتماعی شعور، عملیت پسندی اور خودی جیسے فلسفوں اور شاعری کے ذریعے ملت مسلمہ کے فکری و سیاسی مستقبل کے تصورات کو پیش کیا۔ اقبال نے فرد کو صرف ذاتی ترقی کی حد تک نہیں دیکھا بلکہ اسے امت مسلمہ کے ذمہ دار اور فعال رکن کے طور پر پیش کیا اور اس کے ذریعے مسلمانوں کی دینی و تہذیبی احیاء، اجتماعی خودی اور سیاسی آزادی کی بنیاد رکھی۔ علامہ اقبال کے اشعار میں سیاسی شعور، روحانی و اخلاق بلندی اور فلسفیانہ گہرائی کی یکجہتی واضح طور پر نظر آتی ہے جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ وہ نہ صرف شاعر بلکہ ایک سیاسی مفکر اور فکری رہنما بھی تھے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اقبال کے معاشی تصور کے بارے لکھتے ہیں:

"اقبال کی نظر میں پاکستان میں ہندو رائج شدہ موجودہ نظام معاشیات جس میں دولت، جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خطرناک فتنے موجود ہیں۔ ہرگز ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اسے ختم کرنا ہی پڑے گا اور اس کے لیے انقلاب لانا ہی پڑے گا۔"(ڈاکٹر سید عبداللہ،2017 ء، ص208)

اکبر اور اقبال کے مختلف اسلوب، موضوعات اور انداز بیاں کہ باوجود دونوں کا مقصد ایک ہی تھا مسلمانوں میں بیداری، اصلاح اور سماجی و سیاسی شعور کی بحالی۔ اکبر نے سماجی خامیوں کی تشخیص کی اور طنز و مزاح کے ذریعے مسلمانوں میں شعور اجاگر کیا جبکہ اقبال نے اخلاق، فلسفہ اور سیاسی فکر کے ذریعے عملی رہنمائی اور علاج فراہم کیا۔ اکبر کی شاعری میں اخلاق قدر کی کمی، مغرب زدہ رویے اور عام انسان کی روز مرہ زندگی پرتوجہ مرکوز ہے جبکہ اقبال نے اپنی شاعری میں اجتماعی اقدار کی تعمیر، تاریخی شعور، امت مسلمہ کے سیاسی مستقبل اور فلسفہ خودی کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کیا۔اکبر الہٰ آبادی کےہاں اقبال کی خودی پر ایک مستقل فکری تحفظ موجود تھا وہ سمجھتے تھے کہ اقبال کی شاعری میں جو فلسفہ ہے وہ عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ایک مکتوب میں نہایت شگفتگی سے اقبال سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں:

"آپ کی خودی سمجھنے کے لیے تو فلسفہ کی کئی کلاسیں درکا ر ہیں، عام آدمی تو ابھی ہندی مسلمانوں کا فرق ہی نہیں سمجھ پایا۔(رشید احمدصدیقی، 1965ء،ص55)

جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی سماجی اور سیاسی حالت ایک نہایت پیچید اور نازک مرحلے سے گزر رہی تھی۔ مسلمانوں کی اقتصادی اور سیاسی حالت نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ نو آبادیاتی حکمرانوں نے نہ صرف سیاسی، سماجی اور اقتصادی طور پر مسلمانوں پر قبضہ کیا بلکہ معاشرتی، مذہبی، تعلیمی اور عدالتی نظاموں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس دوران مغربی تعلیم، سرمایہ دارانہ نظام، برطانوی اقدار اور صنعتی ترقی نے مسلمانوں کی فکری سوچ، اخلاق بنیادوں اور تہذیبی شناخت پر گہرے اثرات مرتب کیے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی ثقافتی اور تاریخی شعور کی کمی محسوس ہونے لگی۔ اس اخلاقی بحران، تہذیبی زوال اور مغرب زدہ رویوں کے سبب مسلمانوں کی سماجی اور سیاسی بیداری متاثر ہوئی اور ان مسائل کا حل تلاش کرنا مسلم فکری حلقوں کے لیے ایک چیلنج بن گیا۔

اسی پس منظر میں اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال جیسے عظیم شعراء نے نہ صرف ادبی تخلیق کے ذریعے مسلمانوں میں فکری بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی بلکہ ان کے سماجی اور سیاسی شعور کو نئی سمت دینے کی ذمہ داری بھی اٹھائی۔ ان دونوں شعراء کی تخلیقات میں اس قدر بصیرت اور گہرائی ہے کہ ان کی شاعری نہ صرف ادبی حیثیت رکھتی ہے بلکہ ایک اخلاقی، سیاسی اور فکری تحریک کے طور پر بھی سامنے آتی ہے۔اکبر الہ آبادی نے تمثیل، ہجو اور طنز و مزاح کے ذریعے سماجی نقائص، طبقاتی تضادات، مغرب زدہ رویوں، اخلاق زوال اور تعلیم نو کی خامیوں کو بے نقاب کیا اور اپنے کلام کے ذریعے نہ صرف قاری کو ہنسنے پر مجبور کیا بلکہ معاشرتی خامیوں پر بھی غور کرنے کی دعوت دی۔ ان کے اشعار میں اخلاقی حساسیت، معاشرتی بیداری اور تہذیبی شعور کی جھلک واضح نظر آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ صرف شاعر نہیں بلکہ ایک سماجی اور سیاسی فکری رہنما بھی مانے جاتے ہیں۔

اکبر کے نزدیک جنگ آزادی کے بعد نو آبادیاتی دور میں مسلمانوں کی سماجی و سیاسی کمزوریوں کا واحد حل اپنی اخلاقی اقدار، ثقافت اور تہذیب کی بحالی میں مضمر تھا۔ انھوں نے طنز و مزاح کے ذریعے عوام میں شعور پیدا کیا اور سماجی اصلاح کی بنیاد رکھی۔ ان کی شاعری میں اخلاقیات، تعلیم اور معاشرتی رویوں کی اصلاح کے اصول واضح نظر آتے ہیں اور یہ ان کے کلام کا ایک ممتاز پہلو ہے۔ اکبر کی تخلیقات میں طنز و مزاح کا یہ پہلو مسلمانوں کو اپنی تہذیبی اقدار، اخلاقی اصول اور روز مرہ زندگی کے بارے میں ایک گہرا شعور فراہم کرتا ہے اور اس طرح ان کی شاعری مسلم معاشرے کو ایک فکری تحریک دیتی ہے۔ مولوی قمر الدین احمد اکبر کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"انیسویں صدی کے حقائق نگار، مفکرین میں حالی کے بعد صرف اکبر پر ہی نظر جاتی ہے ۔حق بات کہنے اور

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند (محمد اقبال ، 2018ء،ص485)

تہذیبی اور تاریخی پس منظر میں دونوں شعراء کی اہمیت اس بات میں بھی ہے کہ انھوں نے اپنے دور کے مسلمانوں کے مسائل کی نہ صرف تشخیص کی بلکہ ان کی اصلاح کے لیے رہنمائی بھی فراہم کی۔ اکبر نے طبقاتی تضادات، اخلاقی زوال اور مغرب زدگی کو اجاگر کیا جبکہ اقبال نے عملی بصیرت اور فلسفیانہ انداز کے ذریعے فرد اور امت دونوں کو فکری، سیاسی اور سماجی بیداری کی طرف متوجہ کیا۔اکبر نے مسلمانوں کی ترقی کے لیے سماجی، تعلیمی اور مذہبی اداروں کی اہمیت کو اجاگر کیا اور ان اداروں کی کمیوں اور افادیت پر طنزیہ انداز میں روشنی ڈالی جبکہ اقبال نے ان اداروں کی جدید تعلیم کے ساتھ ہم آہنگی پر زور دیا تاکہ مسلمانوں کی فکری، تہذیبی، سماجی اور سیاسی ترقی ممکن ہو سکے۔

اکبر اور اقبال دونوں شعراء نے اپنے دور کے سماجی، تہذیبی، تاریخی اور سیاسی مسائل کو فکری اور ادبی تخلیق کے ذریعے اجاگر کیا۔ اکبر کی طنزیہ شاعری اخلاق اصلاح اور معاشرتی بیداری کی تحریک بنی جبکہ اقبال کی فلسفیانہ اور سیاسی شاعری فرد اور امت دونوں کو عملی اور فکری شعور کی طرف راغب کرتی ہے۔

اکبر الہ آبادی کی شاعری کا سماجی اثر:

اکبر الہ آبادی کی شاعری برصغیر میں مسلمانوں کے اخلاق شعور کے فروغ اور سماجی بیداری میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان کا طرز شاعری حقیقت پسندی اور طنز و مزاح کا منفرد امتزاج ہے جو قاری کو نہ صرف ہنسنے بلکہ معاشرتی مسائل پر غور و فکر کرنے پر بھی مجبور کر دیتا ہے۔ اکبر کی شاعری میں سماجی رویوں، اخلاق زوال، تعلیم، طبقاتی تضاد اور مغرب زدگی کی نشاندہی نمایاں ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں تہذیبی کمزوریوں، معاشرتی برائیوں اور مغرب زدہ رویوں پر تنقید کی اور اس طرح عوام میں شعوری بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اکبر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری ہے
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے، فقط سرکاری ہے(خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص619)

اکبر کے شاعری کا سماجی اثر بنیادی طور پر ان کے طنزیہ انداز بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے اشعار میں موجود طنز و مزاح عام انسان کے روز مرہ زندگی کے مسائل کی عکاسی کرتا ہے جس میں تعلیم، اخلاق اقدار، طبقاتی تفریق اور معاشرتی رویے کے پر توجہ دی گئی ہے۔ اکبر نے اپنی شاعری میں جدید مغربی تعلیم اور مغربی طرز زندگی کی اندھی تقلید کے اثرات پر طنزیہ انداز میں روشنی ڈالی۔ ان کے اشعار میں یہ پہلو واضح ہوتا ہے کہ صرف تعلیم کا حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ اس تعلیم کو معاشرتی اور

اکبر اور اقبال کے نظریات اس دور کے مسلمانوں کی قومی شناخت کی بحالی، مذہبی شعور اور سیاسی بیداری کا واحد ذریعہ تھے۔ جہاں اکبر نے مسلمانوں کو اپنی اخلاقیات، روایات اور تہذیب کے حوالے سے ہوش مندی عطا کی وہیں اقبال نے انہیں سیاسی اور عملی میدان میں اجتماعی ذمہ داری، خود اعتمادی اور قیادت کی طرف متوجہ کیا۔ اکبر کی شاعری نے اخلاق انحطاط اور تعلیمی نظام کی خامیوں کو اجاگر کیا جس سے مسلمانوں کو غور و فکر کرنے کی دعوت ملی اور اقبال کی شاعری نے اس غور و فکر کو سیاسی اور عملی اقدام میں تبدیل کرنے کی رہنمائی فراہم کی۔

تاریخی و تہذیبی پس منظر :

انیسویں اور بیسویں صدی کے برصغیر میں مسلمانوں کی تہذیبی، سماجی، تاریخی اور سیاسی حالت ایک نہایت نازک مرحلے سے گزر رہی تھی۔ مسلمانوں کی سماجی، تاریخی، تہذیبی اور سیاسی کمزوری کی بنیادی وجوہات میں جدید تعلیمی نظام کی مغربی تقلید، مذہبی بیداری کی کمی، سیاسی شکست اور اقتصادی پستی شامل تھی۔ ان وجوہات سے مسلمانوں میں خود اعتمادی کی کمی پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں فکری شعور کے فروغ میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ اسی پس منظر میں فکری اور ادبی تحریکیوں نے جنم لیا جن میں اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال جیسے شعراء نے مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، فکری اور تہذیبی شعور کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

اکبر الہ آبادی کے دور میں سماجی اور سیاسی بحران واضح تھا۔ مغربی تعلیم اور طرز زندگی کے اثرات نے مسلمانوں کے تہذیبی اور اخلاقی معیار کو متاثر کیا۔ دیہی اور شہری زندگی میں اخلاقی زوال، طبقاتی تضاد اور مغرب زدہ رویے عام تھے۔ اکبر نے اپنی شاعری میں انہی مسائل کی نشاندہی کی اور طنز و مزاح کے پیرائے میں عوام میں شعور اجاگر کیا۔ ان کے اشعار میں تہذیبی شعور، اخلاقی بیداری اور معاشرتی انصاف کی اہمیت نمایاں ہے۔نئی تہذیب کے بارے اکبر لکھتے ہیں:

نئی تہذیب سے ساقی نے ایسی گرم جوشی کی
کہ آخر مسلموں میں روح پھونکی بادہ نوشی کی
(خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص571)

اقبال کی شاعری میں تہذیبی اور تاریخی پس منظر میں مسلمانوں کی سماجی، سیاسی اور اجتماعی کمزوری پر زیادہ توجہ دی گئی۔ انھوں نے مسلمانوں کی سیاسی خود مختاری، علمی ترقی اور تاریخی کامیابیوں کی یاددہانی کرائی تاکہ امت مسلمہ اپنی تاریخی شناخت کو پہچان سکے۔ اقبال نے مسلمانوں کی روحانی، فکری، تہذیبی، سیاسی اور سماجی ترقی کے لیے خودی اور اجتہاد کو بنیادی اصول قرار دیا۔ اقبال کے نزدیک امت مسلمہ کی بقا اور ترقی کے لیے فرد کو اپنی ذاتی اور اجتماعی ذمہ داریوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

عملی ہے

اکبر کی شاعری کے سماجی اثرات میں تہذیبی شعور، اخلاقی اقدار اور تعلیمی نظام کی بہتری کی اہمیت بھی شامل ہے۔ ان کی شاعری میں تہذیبی شعور کے فقدان، اخلاقی اصولوں کی کمزوری اور تعلیم کی کمی پر زور دیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم صرف کتابی علم تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے اخلاق اور معاشرتی بہتری کے لیے استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں خواجہ محمد زکریا اکبر کے بارے یوں رقم طراز ہیں:

"اکبر الہ آبادی جدید تعلیم اور اس کے مقاصد سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ اچھی طرح اس بات کا علم رکھتے تھے کہ حاکم محکوم قوم کے نفع کے لیے کبھی اقدام نہیں کرتے۔ اصلاحات کا مقصد ہمیشہ اپنی سلطنت اور مفادات کا استحکام ہوتا ہے۔" (خواجہ محمدزکریا 2024ء،ص154)

اکبر کی شاعری کے سماجی اثرات کے اس جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی شاعری صرف ادبی حسن کی حامل نہیں بلکہ ایک اخلاقی، فکری اور سماجی تحریک کا ذریعہ بھی ہے۔ ان کی شاعری نے مسلمانوں میں معاشرتی اصلاح، تہذیبی شعور اور اخلاقی بیداری کے اصول قائم کیے اور آج بھی یہ شعری تخلیقات، سماجی مطالعات اور ادبی تحقیق میں اہمیت رکھتی ہے۔

اقبال کی شاعری کا سماجی اثر :

علامہ محمد اقبال کی شاعری برصغیر میں مسلمانوں کے سماجی، اخلاقی اور فکری شعور کے فروغ میں ایک نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے دور کے مسلمانوں کے سامنے ان کی فکری، اخلاقی اور سماجی کمزوریوں کو اجاگر کیا اور ان کے شعور میں نئی جہتیں پیدا کیں۔ اقبال کی شاعری اور فلسفہ صرف ادبی تخلیق تک ہی محدود نہیں بلکہ ایک جامع اخلاقی اور فکری نظام پیش کرتا ہے جس کا مقصد ایک فرد اور امت دونوں میں بیداری پیدا کرنا ہے۔

اقبال کے سماجی اثر کی بنیاد ان کے کلام میں فرد اور اجتماعیت کے نظریات پر ہے۔ اقبال نے اخلاقی ذمہ داری، شعور اور خودی کو اجتماعی بیداری اور امت مسلمہ کی ترقی کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک سماجی بیداری کا پہلا قدم فرد کی خودی کو پہچاننا اور اپنی روحانی، اخلاقی اور فکری صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ہے۔ اقبال کی شاعری میں یہ واضح ہے کہ اگر فرد اپنے اندر خودی پیدا کر لے تو وہ سماجی اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے ادا کر سکتا ہے اور یوں ایک فکری، اخلاقی اور مضبوط امت تشکیل پا سکتی ہے۔ ۔اقبال ان افراد کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جن کے قول و فعل میں تضادات ہیں۔ اقبال اس ضمن میں لکھتے ہیں:

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سُرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں (محمد اقبال ، 2018 ء،ص547)

اخلاقی ذمہ داری کے لیے استعمال کرنا بھی ضروری ہے۔

غلام حسین ذوالفقار اکبر کے بارے لکھتے ہیں:

"اکبر کے زمانے میں مذہب اور سائنس (عقل اور مادیت) کی بحث بڑے زوروں پر تھی۔ سائنس کے نئے انکشافات نے مغرب میں مذہبی عقیدوں کو متزلزل کر دیا تھا۔ اور وہاں الحاد کی راہیں کشادہ ہو گئیں تھیں۔" (ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ،2004ء، ص 15)

اکبر کی شاعری میں عوامی زندگی کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی نہایت خوبصورتی سے بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی شاعری میں شہری اور دیہی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی ہوتی ہے اور اخلاقی زوال، طبقاتی تضاد اور معاشرتی نا انصافیوں پر طنز کے ذریعے روشنی ڈالتے ہیں۔ اس طرح ان کے اشعار ادبی حسن رکھنے کے ساتھ معاشرتی بیداری کے لیے موثر ذریعہ بھی ہیں۔

اکبر کے سماجی اثر کا ایک اور اہم پہلو ان کا معاشرتی اصلاح کا جذبہ ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے سماجی، تہذیبی اور اخلاقی رویوں میں تبدیلی لانے کی کوشش کی اور اس مقصد کے لیے طنز و مزاح کے مختلف اسالیب اپنی شاعری میں استعمال کیے۔ ان کے اشعار میں اخلاقی انحطاط، طبقاتی تفریق ،مغرب زدہ رویوں اور مغربی نظا م تعلیم کی نشاندہی واضح ہے۔ اکبر مغرب کے تعلیمی نظام سے اچھی طرح واقف رکھتےتھے۔ اس لیے انہوں نے مغرب کے تعلیمی نظام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس بارے لکھتے ہیں:

جب علم گیا تو شوقِ عزت معدوم
دولت رخصت تو ذوقِ زینت معدوم(خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص701)

اکبر کے نزدیک جب سے مغربی تعلیم کے پیچھے چل پری امت مسلمہ عزت ختم ہو گئی۔ اکبر کی شاعری نے بر صغیر کے مسلمانوں میں ایک شعوری بیداری پیدا کی۔ ان کی شاعری کے اثرات نہ صرف عام عوام بلکہ ادبی اور علمی حلقوں میں بھی محسوس کیے گئے۔ اکبر کی طنزیہ شاعری میں تہذیبی شعور، اخلاقی بیداری اور معاشرتی اصلاح کے اصول واضح ہیں جو آج بھی ادبی اور سماجی لحاظ سے اہمیت رکھتے ہیں۔

اکبر کی شاعری کا ایک اور اہم پہلو مذہبی شعور اور اخلاقی اصولوں کو تہذیبی اور معاشرتی اصلاح کے لیے استعمال کرنا ہے۔ ان کے اشعار میں تہذیبی، مذہبی اور اخلاقی اصولوں کا امتزاج نمایاں ہے جو طنزیہ اور مزاحیہ اسلوب کے ذریعے معاشرتی رویوں پر اثر ڈالتا ہے۔ ان کی شاعری کا سماجی اثر ان کے اشعار میں موجود اخلاقی رویوں، عادات اور انسانی رویوں کی نشاندہی میں بھی واضح نظر آتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری سے اخلاقی زوال، طبقاتی تفریق اور عوامی رویوں کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ ان کے اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ طنز و مزاح کے ذریعے عام انسان کی توجہ مسائل کی طرف مبذول کرواتے ہیں اور یہ سماجی اصلاح کی ایک موثر حکمت

اقبال نے مسلمانوں کی سماجی اصلاح میں عملی بصیرت، اجتہاد اور خودی کے اصولوں کو مرکزی حیثیت دی۔ ان کے اشعار میں یہ بات واضح ہے کہ فرد کی فکری اور اخلاقی ترقی کے بغیر معاشرتی اصلاح ممکن نہیں ہو سکتی اور اس لیے سماجی اصلاح اور بیداری کے لیے فرد کی تربیت لازمی ہے۔ اقبال کے اس نظریہ نے نہ صرف ان کے دور میں بلکہ بعد کے ادوار میں بھی مسلمانوں کے اصلاح اور سماجی شعور کے نظریات پر گہرا اثر ڈالا۔ خودی کے بارے اقبال لکھتے ہیں۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جھُکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن (محمد اقبال ، 2018 ء،ص371)

اقبال کی شاعری کے سماجی اثرات میں تہذیبی اور مذہبی اصولوں کی اہمیت بھی نمایاں ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ فکری ترقی، اخلاقی اصول اور سماجی بیداری تہذیبی اور مذہبی شناخت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ اقبال کے نزدیک اگر فرد اور جماعت اپنی تہذیبی اور مذہبی شناخت کو پہچان لیں تو وہ اخلاق اور سماجی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اقبال کے بارے لکھتے ہیں:

"اقبال جس اندرونی کشمکش کی طرف اشارہ کرتے ہیں اس سے مراد وہ کلچر اور اخلاقی انقلاب ہے جو قوم کے شعور کو بدل دیتا ہے اور ان کے ضمیر کو ایک ایسے قالب میں ڈھالتا ہے جس سے خودی کے راگ نکلتے ہیں۔ " (ڈاکٹر سید عبداللہ،2010ء،ص268)

اکبر الہ آبادی کی شاعری کا سیاسی اثر :

اکبر الہ آبادی کی شاعری کا سیاسی اثر ان کے طنز کے ذریعے بر صغیر میں مسلمانوں کی سیاسی بیداری پیدا کرنے میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ اکبر زیادہ تر اپنی شاعری میں اخلاقی اور سماجی موضوعات پر مرکوز تھے لیکن ان کے اشعار میں سیاسی شعور کے عناصر بھی نمایاں ہیں۔ انہوں نے نو آبادیاتی دور کے مغرب زدہ حکمرانوں، عوام کی سیاسی لاپرواہی اور سیاسی نظام پر طنز کیا اور اس طرح مسلمانوں کو اپنی سیاسی ذمہ داریوں کے بارے میں فکر کرنے پر مجبور کیا۔ اکبر اپنی شاعری میں مغربی استعماریت کو تنقید کا شانہ بناتے ہیں۔ وہ مغربی تعلیم اور مغربی طرز حکومت کے نقصانات سے بخوبی واقف تھے۔ پروفیسر ناصر عباس نیر اکبر کے تصور استعماریت کے بارے یوں رقمطراز ہیں:

"اکبر داخلی استعماریت کے کچھ اسباب اور چند اثرات کو ظریفانہ طرز میں پیش کرتے ہیں۔ مثلا یورپ والے ایک ایسے اختیار کے حامل ہیں کہ جو چاہیں ہندوستان کے دلوں میں بھر دیتے ہیں۔ خاص طور پر سرکاری تعلیم کے ذریعے جسے اکبر بازاری کہتے ہیں۔"(پروفیسر ناصر عباس نیر،20-2021ء)

اکبر کی شاعری کے سیاسی اثر کا بنیادی پہلو ان کے طنزیہ اسلوب میں چھپا ہوا ہے۔ ان کے اشعار میں عوامی

اقبال نے مسلمانوں کے طبقاتی تضادات، تعلیم کی کمی اور اخلاقی زوال جیسے سماجی مسائل پر بھی اپنی شاعری میں روشنی ڈالی۔ انہوں نے ان مسائل کو صرف بیان ہی نہیں کیا بلکہ ان کے حل کے طریقے بھی تجویز کیے۔ اقبال کے مطابق فرد کی فکری اور اخلاقی تربیت کے بغیر معاشرتی اصلاح ممکن نہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنی شاعری میں روحانی ترقی، علمی تربیت ، اخلاقی اور فکری اصول کے عناصر کو اہمیت دی تاکہ سماجی شعور میں اضافہ ہو۔ سیما بیگم اقبال کے بارے میں لکھتی ہیں:

"اقبال کے نظریہ حیات نے ان کے فن اور فکر کے درمیان گہرا رابطہ قائم کیا ہے۔انہیں بے مقصد خیال آرائیوں سے نجات دلائی ہے۔ اسلامی نظام حیات کی مدد سے اقبال نے اپنا نظام فن مرتب کیا۔ وہ قدم قدم پر قرآن حکیم سے رہنمائی لیتے ہیں اور اس سے ان کو دور اندیشی اور بصیرت عطا ہوئی۔" (سیما اکبر،1994ء، ص191)

اقبال نے اپنی شاعری اور فلسفہ سے مسلمانوں کی تہذیبی اور تاریخی شناخت کو اجاگر کرتے ہوئے انہیں اپنی روایات اور ثقافت کی طرف واپس لانے کی کوشش کی۔ ان کی شاعری میں اخلاقی پستی، تقلیدی مغربی نظام تعلیم اور مغرب زدہ رویوں پر تنقید شامل ہے اور اسی کے ذریعے وہ قاری کو سماجی بیداری کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اقبال کی یہ سماجی بصیرت نہ صرف مسلمانوں کو اپنی تہذیبی اور ثقافتی شناخت یاد دلاتی ہے بلکہ انہیں فکری اور اخلاقی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب بھی دیتی ہے۔

اقبال کی شاعری کے سماجی اثرات کا ایک اور اہم پہلو ان کی فکری تربیت اور عوامی تعلیم کے نظریات میں نمایاں ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں میں فکری، اخلاقی اور علمی تربیت کی اہمیت کو اجاگر کیا تاکہ فرد اور جمیعت دونوں کی ترقی ممکن ہو سکے۔ اقبال کے نزدیک تعلیم صرف کتابی علم تک ہی محدود نہ ہو بلکہ تعلیم وہ ضروری ہے جو روحانی، فکری اور اخلاقی تربیت بھی کرے۔ ان کے اشعار میں یہ واضح ہے کہ سماجی اصلاح اور ترقی کے لیے اخلاقی اور فکری تربیت لازمی ہے۔ وہ مغربی نظام تعلیم کو روحانی، فکری اور اخلاقی تربیت سے خالی قرار دیتے۔ فرمان فتح پوری ا قبال کے نظام تعلیم کے بارے لکھتے ہیں:

"اقبال کے خیال میں ان درسگاہوں سے طلباء کی کردار سازی میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ تعلیم کیا ہے،شاہین بچوں کو کرگس بنانے کا فن ہے۔ اس تعلیم کے سبب نوجوان یاس و محرومی کا شکار نظر آتے ہیں۔"(ڈاکٹر فرمان فتح پوری،2015ء،ص135)

اقبال کی شاعری مسلمانوں کے سماجی شعور کا اجاگر کرنے میں ایک نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ ان کے اثرات ادبی تحقیق، علمی حلقوں اور عام عوام میں محسوس کیے گئے۔ اقبال نے اپنی شاعری میں فرد اور اجتماعیت کے درمیان توازن قائم کیا اور سماجی ترقی کے لیے فکری اور اخلاقی اصول پیش کیے۔

اکبر نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کے سیاسی رویوں، سیاسی نا انصافی اور حکومتی سستی پر تنقید کرتے ہوئے انہیں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ ان کے نزدیک سیاسی شعور نہ ہونے کی صورت میں اخلاق اور سماجی بیداری بھی محدود رہ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کی شاعری کے سیاسی اثرات کو سمجھنا مسلمانوں کی فکری اور تاریخی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

اکبر کی شاعری کے سیاسی اثرات میں ایک اور اہم پہلو ان کی تنقید کی فکری بصیرت اور نفاست ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں عوام کی سیاسی لاپرواہی اور نو آبادیاتی نظام کی خامیوں کو اجاگر کیا اور اس کے ذریعے فکری بیداری اور سیاسی شعور پیدا کیا۔ ان کا یہ اثر نہ صرف ان کے زمانے میں محسوس کیا گیا بلکہ آج بھی فکری اور ادبی حلقوں میں اہمیت رکھتا ہے۔ اکبر اپنی شاعری میں سیاسی خود مختاری کہ فقدان پر تبصرہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے اس نوجوان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جو صرف دکھاوے کی آزادی چاہتے ہیں۔ اس بارے اکبر لکھتے ہیں:

قید میں خوش ہیں کہ آزادی کا ہے نام لگا
یہ وہ زنجیر ہے جس پہ جمہور کا سلام لگا (خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص631)

اکبر کی شاعری کے سیاسی اثرات میں عوامی سیاسی کمزوری، سیاسی انصافی اور مغرب زدہ حکمرانوں کے مسائل کی نشاندہی شامل ہے۔ ان کے اشعار میں طنز و مزاح کے ذریعے سیاسی شعور پیدا ہوتا ہے جو عوام کو اپنی سیاسی ذمہ داریاں سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی طرح اکبر کی شاعری ایک سیاسی فکری اور اخلاقی تحریک کے طور پر سامنے آئی جس نے مسلمانوں کی سماجی اور سیاسی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔

اکبر الہ آبادی کی شاعری نہ صرف ادبی حسن کی حامل تھی بلکہ ایک سیاسی، سماجی، اخلاقی اور فکری تحریک بھی تھی۔ ان کی شاعری نے مسلمانوں میں سیاسی، سماجی، اخلاق اور فکری بیداری پیدا کی اور آج بھی یہ اشعار سیاسی مطالعات اور ادبی تحقیق میں اہمیت رکھتے ہیں۔

اقبال کی شاعری کا سیاسی اثر :

علامہ محمد اقبال کی شاعری اور فلسفیانہ فکر مسلمانوں کی اجتماعی شعور اور سیاسی بیداری کی ترقی میں ایک اہم ستون کے طور پر سامنے آئی۔ اگرچہ علامہ اقبال کے نزدیک سیاست صرف حکمرانی یا طاقت کے لیے نہیں تھی بلکہ اس کا تعلق فرد اور امت کے روحانی، اخلاقی اور فکری ارتقاء سے تھا جس سے اجتماعی شعور پروان چڑھتا ہے۔ ان کے سیاسی اثرات کا بنیادی پہلو مسلمانوں کی تاریخی شعور، اجتہاد اورسیاسی خودی کی بیداری میں مضمر ہے۔ اقبال کے نزدیک برصغیر کے مسلمان مذہبی، روحانی، معاشی، تہذیبی، معاشرتی اور سیاسی طور پر محکومی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ برطانوی حکومت نے سیاسی بے شعوری، نو آبادیاتی حکمرانی اور سیاسی نا انصافی کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان کی شاعری میں یہ پہلو واضح ہے کہ سیاسی شعور نہ ہونے کی صورت میں اخلاقی بیداری اور سماجی اصلاح بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اکبر نے اس بات پر بھرپور زور دیا کہ محض علم حاصل کرنا یا مذہبی شعور رکھنا کافی نہیں بلکہ فرد کو اپنی سماجی اور سیاسی ذمہ داریوں سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اکبر کے نزدیک مغربی تعلیم صرف ملازمت اور لوگوں کو غلام بنانے کے لیے ہے۔ اس مغربی نظام تعلیم سے قومی غیرت، دین اور اجتماعی بصیرت ختم ہو جائے گی۔ اکبر مغربی تعلیم پر طنز کرتے ہوئے اس بارے لکھتے ہیں:

کیوں کر نہ کچھ بھی نہیں فیر کےسوا
سب کچھ علوم مغرب میں ہے خیر کے سوا (خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص513)

اکبر نے مسلمانوں کے سیاسی زوال کی وجوہات کو طنز و مزاح کے انداز میں پیش کیا۔ انھوں نے سیاسی کمزوریوں، عوامی رویوں اور حکومتی نا انصافیوں پر روشنی ڈالی اور طنز و مزاح کے ذریعے قاری میں فکر کی تحریک اور سیاسی شعور پیدا کیا۔ ان کے اشعار میں عوام کی سیاسی لاپرواہی اور مغرب زدہ حکمرانوں کی تنقید نمایاں ہے جو ان کے سیاسی اثر کو مضبوط بناتی ہے۔اکبر مغربی جمہوریت کے ظاہری دکھاوے سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔ اس ضمن میں اکبر لکھتے ہیں:

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے (خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص429)

اکبر کی شاعری کے سیاسی اثرات کا مقصد صرف سیاسی تنقید کرنا نہیں بلکہ امت مسلمہ میں بیداری اور اصلاح پیدا کرنا تھا۔ انھوں نے اپنے اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اخلاقی اصول، سماجی ذمہ داری اور سیاسی شعور آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ اگر ایک شعبے میں کمزوری پیدا ہوتی ہے تو دوسرا بھی متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے اکبر کی شاعری نہ صرف سیاسی مسائل کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ اصلاح کی راہیں بھی دکھاتی ہے۔

اکبر کی شاعری نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی شعور کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے بلکہ ان کے اشعار میں موجود طنز و مزاح عوامی ذہن کو چکنا کرنے کا موثر ذریعہ ہیں۔ اس لحاظ سے اکبر کی شاعری نہ صرف ادبی تخلیق ہے بلکہ فکری رہنمائی اور سیاسی تربیت کا بھی وسیلہ ہے۔ اکبر اس وقت کی مغربی منافقانہ سیاست کو ناپسند کرتے ہیں۔ وہ ایسی سیاست کے خواہ ہیں جو دین اسلام کے مطابق اور عدل پر قائم ہو اس بارے اکبر لکھتے ہیں:

قانون وہی جس میں عدل کی روشنی ہو
حاکم وہی جو اپنی رعیت کا خادم ہو (خواجہ محمدزکریا،2022ء،ص477)

مسلمہ کو ایک جسم کی مانند سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک امت مسلمہ جب تک ایک جسم کی مانند نہیں ہو جاتی تب تک وہ کسی بھی سیاسی تحریک میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اقبال کی شاعری امت مسلمہ کی ایمانی فکر، عملی وحدت اور اتحاد کو فروغ دیتی ہے۔ اس بارے اقبال لکھتے ہیں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نِیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر (محمد اقبال ، 2018 ء،ص295)

اقبال کے شاعری کے سیاسی اثرات کا ایک اور اہم پہلو امت مسلمہ کی سیاسی بیداری اور اجتماعی شعور ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ فرد کی خودی اور ترقی کے بغیر امت کی ترقی ممکن نہیں۔ ان کے اشعار میں امت مسلمہ کی اخلاقی، سماجی اور سیاسی ذمہ داریوں پر بار بار زور دیا گیا۔ اقبال کے نزدیک سیاسی بیداری کا مقصد صرف حکومتی اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ اخلاق کی ترقی اور اجتماعی فکر کو ممکن بنانا ہے۔اقبال کی سیاسی بصیرت نے برصغیر کے مسلمانوں ایک الگ ریاست بنانے کی فکری بنیاد فراہم کی۔ انہوں نے مسلمانوں کو اجتماعی خودی اور سیاسی شعور کے اصولوں سے روشناس کرایا۔ اقبال کے سیاسی نظریات میں اجتماعی ذمہ داری، اخلاقی قیادت، اجتہاد اور خودی کے تصورات شامل ہیں جو سماجی اور سیاسی بیداری کے لیے بنیادی ستون کے طور پر کام کرتے ہیں۔

اقبال نے عوامی سیاسی لاپرواہی اور مغرب زدہ حکمرانوں پر سخت تنقید کی اور ان کے اشعار میں سیاسی شعور کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کے نزدیک سیاسی عمل صرف اقتدار یا طاقت کے استعمال کے لیے نہیں بلک فکری، اخلاقی اور اجتماعی ذمہ داری کے لیے ضروری ہے۔ اقبال کے سیاسی افکار کے مطابق سیاست صرف حکم صادر کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک بہت بڑی تہذیبی اور فکری ذمہ داری ہے۔ اقبال کے کلام میں سیاسی بیداری کا رنگ واضح نظر آتا ہے۔ اقبال کی سیاسی فکر ہر عہد کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ اس بارے اقبال لکھتے ہیں:

تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہُوری نظام
چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر! (محمد اقبال ، 2018 ء،ص704)

اقبال کی شاعری کے سیاسی اثرات میں فکری اور عملی رہنمائی کا عنصر بھی شامل ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے سیاسی شعور کو اجاگر کرنے کے لیے عملی رہنمائی، فلسفیانہ مباحث اور اخلاقی اصول فراہم کیے۔ ان کے نظریات میں عملی اقدامات اور سیاسی بیداری ایک دوسرے کے مکمل معاون ہیں۔ اقبال کی شاعری اور فلسفہ مسلمانوں میں عملی اور فکری سیاسی شعور پیدا کرنے کا ایک جامع ذریعہ ہے۔ اقبال کے نزدیک مذہب سے سیاست الگ نہیں ہے۔ مذہب قوم کے شعور اور سیاسی بیداری کا واحد ذریعہ ہے۔ دین اسلام فرد کو ملت اور معاشی وسائل پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے امت مسلمہ کو اس محکومی سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جذبہ دیا۔ اس ضمن میں اقبال فرماتے ہیں:

نہیں ہے ناامید اقبالؔ اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی (محمد اقبال ، 2018 ء،ص350)

اقبال کا سیاسی فلسفہ اسلامی نظریہ پر مبنی ہے کیونکہ انہوں نے مسائل پر غور کیا اور ان کے حل کی کوشش اسلامی نقطہ نظر سے کی۔ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات پر بھروسہ کرتے ہیں اور انہیں حتمی رہنمائی سمجھتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان اس معاشرے کے رکن ہیں جو پیغمبر اسلام ﷺ نے قائم کیا۔ڈاکٹر پروین شوکت علی لکھتے ہیں:

"Iqbal found the Prophet as the ideal leader of man. He came to conclusion that stagnation in modern Islam was due to physical and spiritual in inertia of the Muslims. Instead of following the line of action, laid down the Prophet they had gone astray, which was the sole cause of their ruin and humiliation." (Dr. Parveen Shaukat Ali, p 127)

اقبال کے سیاسی نظریات کی بنیاد خودی کے فلسفے پر ہے۔ وہ فرد کو صرف ذاتی ترقی کی حد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے امت مسلمہ کے فعال رکن کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اجتماعی قوت اور سیاسی بیداری کے لیے فرد کی خودی کو مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اقبال کے نظریات اور اشعار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر فرد اپنی خودی کو پہچان لے اور اپنی صلاحیتوں کو مثبت سمت میں استعمال کرے تو وہ سیاسی اور معاشرتی سطح پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔اقبال کے مطابق سیاسی بیداری کا محور و مرکز فلسفہ خودی پر مرکوز ہے۔ یہی خودی انسان کو ذہنی غلامی سے نکالتی ہے اور عمل پر اکساتی ہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری اقبال کے سیاسی افکار کے بارے لکھتے ہیں:

"اقبال نے شروع سے آخر تک ملت اسلامیہ کی ہیت اجتماعی اور اس کے استحکام پر زور دیا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی قومیت کی اساس وطن یا علاقہ کو نہیں ان کے مذہب یعنی اسلام کو قرار دیا ہے اور وطنیت کے عقیدے پر مبنی قومیت کے تصور کو بنی نوع انسان کے لیے مہلک اور مضر رساں بتایا ہے" (ڈاکٹر فرمان فتح پوری،2015ء،ص171)

اقبال نے مسلمانوں کے ثقافتی اور تاریخی شعور کو اجاگر کیا تاکہ وہ اپنی اجتماعی ذمہ داری اور سیاسی شناخت کو پہچان سکیں۔ اقبال کے نزدیک مسلمانوں کی تاریخی کامیابیاں اور علمی ترقی انہیں ایک مضبوط سماجی اور سیاسی موقف دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ وہ امت

حقیقت پسندانہ ہے۔ اس لیے ان کے اشعار میں روز مرہ زندگی کے مسائل، اخلاقی زوال، مغرب زدہ رجحانات، سماجی اور معاشرتی رویے کی عکاسی نمایاں ہے۔ ان کا طنز عام قاری کو نہ صرف ہنسنے پر مجبور کرتا ہے بلکہ معاشرتی رویوں پر غور و فکر کی دعوت بھی دیتا ہے۔علامہ اقبال کا اسلوب فلسفیانہ، سیاسی اور اخلاقی نوعیت کا ہے۔ ان کے اشعار میں امت مسلمہ کی فکری اور روحانی ترقی، اجتہاد اور خودی کے تصورات اجاگر ہیں۔

اقبال کی شاعری میں فکری گہرائی، تاریخی شعور اور روحانی بصیرت نمایاں ہے جبکہ اکبر کے اشعار میں طنز و مزاح کے ذریعے اخلاقی اور معاشرتی مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ادبی اسلوب کے اس تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ اکبر و اقبال کے مختلف ادبی اسلوب کے باوجود دونوں کا مقصد قاری میں فکر اور شعور بیدار کرنا تھا۔

سماجی اثرات کا تقابل:

سماجی اثرات کے لحاظ سے اکبر اور اقبال دونوں نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے مختلف زاویے اپنائے۔ اکبر الہ آبادی نے تہذیبی پستی، اخلاقی رویے اور عوام کے روزمرہ زندگی پر توجہ دی۔ ان کی شاعری میں تہذیبی شعور، معاشرتی اصلاح اور اخلاقی بیداری کے اصول نمایاں ہیں۔ اکبر نے تعلیمی نظام کی خامیوں، مغرب زدہ رویوں اور طبقاتی تضادات پر طنز کیا اور قاری کو عملی شعور کی طرف متوجہ کیا۔ اقبال نے سماجی اصلاح کے لیے تاریخی شعور، روحانیت اور فلسفہ کو مرکزی حیثیت دی۔ انہوں نے مسلمانوں کو فرد اور امت کی ترقی کے اصول سکھائے اور روحانی، فکری اور اخلاقی بیداری کو سماجی اصلاح کے بنیادی ستون کے طور پر پیش کیا۔ اقبال کے نزدیک :

"Man is a dynamic Centre of energy placed in the dynamic universe. Although he is conscious of his own insignificance, his own imperfections, as well as that of the world, he is endowed withے a free personality, initiative and creative power which place him in a position to mould and change what lies in him and outside. He is free in the sense that, in spite of the limitations of nature and obstructions imposed upon him by his surroundings, his real self, unlike a physical event, is not fettered by space and serial time. The self is the only ultimate reality, while space and serial time are how it manifests itself. (Khalid,1995, p.38)

اکبر اور اقبال کی شاعری کے سماجی اثرات کے تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ اکبر نے معاشرتی مسائل کو نمایاں کیا اور عوام میں تہذیبی اور اخلاقی شعور پیدا کیا جبکہ ملت کو امامت کی سمت لے جاتا ہے۔ یہ اقبال کی سیاسی فکر ہے۔ قیوم نظامی اقبال کے سیاسی نظریے کے بارے فرماتے ہیں:

"علامہ اقبال کا نظریہ سیاست اسلام کے سنہری اصولوں اور اخلاقیات پر مبنی تھا۔ان کے نزدیک سیاست عبادت تھی نہ کہ لوٹ مار کا ذریعہ جس کا تماشہ آج پاکستانی قوم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہےاور اس کے نتائج بھی بھگت رہی ہے۔۔ " (قیوم نظامی،2012ء)

اقبال کے کلام کی ایک اور سیاسی مشترک صفت اخلاقیات اور سیاست کا رشتہ ہے۔ اقبال اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں کہ اگر سیاست میں اخلاقیات کا فقدان ہے تو وہ معاشرے کے لیے صرف بگاڑ ثابت ہوگی۔ ایک مکمل اور پروقار سیاست وہ ہے جس میں خیر خواہی، عدل، دیانت اور سچائی ملے۔ کسی بھی ملت میں جب اخلاقیات کو سیاست سے نکال لیں تو وہ سیاست فتنہ بن جاتی ہے۔ اقبال اپنے کلام میں اس بات پر بار بار زور دیتے ہیں کہ سیاسی قیادت جس شخص کے پاس بھی ہے وہ اخلاقیات سے عاری نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ کسی بھی فرد کے پاس ایک امانت ہے۔ اس بارے اقبال لکھتے ہیں:

دل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے
پھر اِس میں عجب کیا کہ تو بےباک نہیں ہے (محمد اقبال ، 2018 ء،ص373)

اقبال کی شاعری کے سیاسی اثرات کا تعلق صرف ان کے زمانے تک ہی محدود نہیں بلکہ بعد کی ادوار میں بھی محسوس کیا گیا۔ مسلمانوں کے سیاسی بیداری تحریک پاکستان اور فکری تحریکات کے مختلف مراحل میں اقبال کی شاعری اور فکر کی اہمیت نمایاں رہی۔ ان کے سیاسی نظریات نے مسلمانوں کو اجتماعی ذمہ داری، خود اعتمادی اور سیاسی قیادت کے اصول سکھائے۔ ان کے اشعار آج بھی سیاسی اور فکری حلقوں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔اقبال کے سیاسی اثرات کا اگر جامع جائزہ لیا جائے تو ان کی شاعری نہ صرف فلسفیانہ اور ادبی تخلیق ہے بلکہ ایک اخلاقی، فکری اور سیاسی تحریک کے طور پر کام کرتی ہے جس نے فرد اور امت دونوں کی ترقی اور بیدار میں اہم کردار ادا کیا۔

اکبر اور اقبال کی شاعری کا تقابلی مطالعہ:

اکبر الہ آبادی اور علامہ محمد اقبال دونوں ہی بر صغیر کے اہم شعراء اور فکری رہنما ہیں جنہوں نے اپنے دور کے مسلمانوں میں روحانی، فکری، اخلاقی، سماجی اور سیاسی بیداری پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اگرچہ ان دونوں کا اسلوب، فلسفہ اور نقطہ نظر مختلف تھا لیکن اثرات اور مقصد کے لحاظ سے ان کی تخلیقات میں کئی اہم مماثلتیں موجود ہیں۔

ادبی اسلوب کا تقابل:

ادبی لحاظ سے اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال دونوں کا اسلوب ایک دوسرے سے واضح طور پر مختلف ہے۔ اکبر الہ آبادی کا اسلوب زیادہ تر طنزیہ، مزاحیہ اور

اقبال نے فرد اور اجتماعی شعور کی ترقی کے ذریعے سماجی اصلاح کو ممکن بنایا۔

سیاسی اثرات کا تقابل:

سیاسی اثرات کے لحاظ سے اکبر اور اقبال دونوں نے اپنے دور کے سیاسی حالات پر روشنی ڈالی اور عوام کو سیاسی بیداری کی طرف متوجہ کیا۔ اکبر الہ آبادی نے حکومتی سستی، عوامی سیاسی لاپرواہی اور نو آبادیاتی حکمرانی پر طنز کیا۔ ان کے اشعار میں سیاسی شعور پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ زیادہ تر طنزیہ انداز میں معاشرت اصلاح کے ضمن میں سیاسی مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اقبال نے سیاسی شعور کو عملی بصیرت اور فلسفیانہ انداز کے ساتھ مربوط کیا۔ انہوں نے مسلمانوں میں تاریخی شعور، اجتہاد اور خودی کے ذریعے اجتماعی اور سیاسی بیداری پیدا کی۔ اقبال کے نظریات نے تحریک پاکستان کی فکری بنیاد فراہم کی اور مسلمانوں کو فکری شعور، اجتماعی ذمہ داری اور سیاسی قیادت کی طرف متوجہ کیا۔

اکبر اور اقبال کے اس سیاسی تقابل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر نے سیاسی بیداری کے لیے طنز و مزاح کا استعمال کیا جبکہ اقبال نے عملی بصیرت کے ذریعے اجتماعی اور سیاسی شعور کو تقویت دی۔

تہذیبی اور فکری مماثلتیں:

اگرچہ اسلوب اور نقطہ نظر کے لحاظ سے اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال دونوں شعراء میں فرق ہے مگر ان کی تخلیقات میں کچھ مشترکہ عناصر بھی موجود ہیں۔ دونوں نے فکری، اخلاقی اور تہذیبی ترقی کو اپنے تخلیقی سفر کا مرکزی مقصد بنایا۔ اکبر نے معاشرتی اور اخلاقی بیداری پر زور دیا اور اقبال نے فرد اور امت کی روحانی اور فکری ترقی پر۔ دونوں کے تخلیق کے اثرات نے مسلمانوں کے شعور کو بیدار کیا اور انہیں ترقی اور اصلاح کی راہ دکھائی۔

تہذیبی اور فکری مماثلتوں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اکبر اور اقبال دونوں نے مغرب زدہ رویوں، سیاسی کمزوریوں اور اخلاقی زوال پر روشنی ڈالی اور اس کے ذریعے امت مسلمہ کو عملی اور فکری شعور کی طرف متوجہ کیا۔

نتیجہ(Conclusion):

اس مطالعے سے یہ واضح ہوا کہ اکبر الہ آبادی اور علامہ اقبال کی شاعری صرف ادبی اظہار نہیں بلکہ ایک مؤثر سماجی اور سیاسی (Social and Political) وسیلہ بھی تھی۔ اکبر الہ آبادی نے اپنے طنزیہ اور مزاحیہ انداز میں نوآبادیاتی دور کے سماجی تضادات، اخلاقی زوال اور سیاسی ناانصافیوں کو اجاگر کیاجبکہ علامہ اقبال نے فلسفیانہ اور اصلاحی شاعری کے ذریعے مسلمانوں میں خودی، فکری بیداری اور سیاسی شعور کو فروغ دیا۔ اس تجزیے سے یہ نیا فہم حاصل ہوتا ہے کہ اردو شاعری کے ذریعے سماجی رویوں اور سیاسی شعور پر دیرپا اثر ڈالا جا سکتا ہے۔

یہ موازنہ آج کے دور میں بھی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ دکھاتا ہے کہ تاریخی ادبی تخلیقات کس طرح موجودہ سماجی اور فکری چیلنجز کو سمجھنے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔ دونوں شعرا کے کلام سے یہ سبق ملتا ہے کہ ادب نہ صرف فرد کی ذہنی اور اخلاقی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ سماجی شعور اور سیاسی آگہی کے فروغ میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ اس مطالعے سے نوجوان محققین اور شعرا کے لیے ایک واضح فکری اور ادبی فریم ورک (Literary and Intellectual Framework) فراہم ہوتا ہے جو آج کے دور کے مسائل کے تجزیے میں رہنمائی کر سکتا ہے۔

اس تحقیق کی سب سے بڑی جدت (Innovation) یہ ہے کہ دونوں شعرا کے کلام کو تقابلی ادبی طریقہ (Comparative Literary Method)اور موضوعاتی اور تاریخی تجزیہ (Thematic and Historical Analysis)کےجدید زاویے سے پیش کیا گیا۔ اس سے نہ صرف مشترکہ موضوعات اور منفرد زاویوں کی شناخت ممکن ہوئی بلکہ اردو ادب کے سماجی، سیاسی اور عالمی اثرات بھی اجاگر ہوئے۔ نتیجتاً یہ مطالعہ اردو شاعری کے سماجی و سیاسی کردار کو نئے تناظر میں سمجھنے، تاریخی اور عصری اثرات کا ادراک کرنے اور موجودہ ادبی و فکری مباحث میں اس کی اہمیت کو نمایاں کرنے میں مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

اکبر اور اقبال کی شاعری ایک دوسرے کی تکمیل ہے۔ اکبر نے معاشرتی اور اخلاقی مسائل کی تشخیص کی تو اقبال نے عملی بصیرت اور فلسفہ خودی کے ذریعے ان مسائل کے حل کی راہ دکھائی۔ دونوں کا مقصد ایک ہی تھا کہ مسلمانوں میں تہذیبی و سیاسی شعور، فکری اور اصلاحی بیداری پیدا کرنا۔ دونوں شعراء کے مختلف اسالیب اور نقطہ نظر کے باوجود دونوں نے اپنے دور کے مسائل کو سمجھنے اور ان کے حل کرنے میں مشترکہ فکری وژن قائم کیا۔ دونوں کی تخلیقات نے برصغیر میں مسلمانوں کے سیاسی، سماجی اور اخلاقی شعور پر اثر ڈالا اور ان کے کام کی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔

حوالہ جات

اقبال، محمد ،(2018ء)"کلیات اقبال" (اردو) :لاہور، اقبال اکادمی پاکستان

فتح پوری،فرمان،ڈاکٹر،(2015ء)،اقبال سب کے لیے":لاہور ،الوقار پبلیکیشنز، گنج بخش پریس

ذوالفقار،غلام حسین، ڈاکٹر ، (2004ء)،"بزمِ اکبر سے بزمِ اِقبال تک": لاہور، بزمِ اقبال

زکریا، محمد ،خواجہ ، ڈاکٹر،(2024ء) "اکبر الہٰ آبادی تحقیقی و تنقیدی مطالعہ":لاہور ،الحمد پبلیکشنز ، چوک پرانی انارکلی, لیک روڈ

زکریا، محمد ،خواجہ ، ڈاکٹر(مرتب)،(2022ء)، کلیات اکبر الہ آبادی: لاہور ،الحمد پبلی کیشنز،،چوک پرانی انار کلی،لیک روڈ

سیما اکبر،(1994ء)، تحقیقی مقالہ،"اقبال کی اردو غزل کا تنقیدی مطالعہ":(یو-پی)گنپت سہائےپوسٹ گریگویٹ کالج سلطان پور

سید عبداللہ،ڈاکٹر، (2010ء)"ولی سے اقبال تک":لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز

صدیقی، رشید احمد (مرتب)،(1965ء)،"مکاتیبِ اکبر":لاہور: مجلس ترقی ادب (https://jar.bwo-researches.com/index.php/jarh/article/view/563/401)

عبداللہ،سید، ڈاکٹر،(2017)،مضمون،"اقبال کے معاشی تصورات"، مشمولہ،"اقبال مسائل و مباحث" مرتبہ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی: لاہور ،اقبال اکادمی، پاکستان

قمرالدین احمد،مولوی(1994ء)،"بزم اکبر":دہلی،انجمن ترقی اردو

قیوم نظامی،(9 نومبر 2012ء)، مضمون، "علامہ اقبال کا سیاسی نظریہ"، مشمولہ روزنامہ، نوائے وقت، ایڈیٹر، منیرہ مجید نظامی:لاہور

نیر ،ناصر عباس ،پروفیسر،(20 جولائی 2021ء)،مضمون، "اکبر الہ آبادی ،نفسیاتی استعماریت، توپ اور پروفیسر کی طاقت"،مشمولہ ادبی میراث،محبان اردو کی ویب سائٹ

Khalid, M. (1995). Iqbal Ka Khasosi Motalia: Lahore, Ilmi Kitab Khana, Iqbal Academy (https://jar.bwo-researches.com/index.php/jarh/article/view/101/74)

Shaukat Ali, Dr Parveen (1978), The Political Philosophy of Iqbal: Lahore, Publishers United Ltd. Anarkali, (https://gcwus.edu.pk/wp-content/uploads/7.-Political-Philosophy-of-Allama-Iqbal-A-Literary-Review.pdf)